اسی طرح ۱۳۰۰ سال ہجری کے اندر ۱۲۷۴ھ سے لیکر ۱۳۰۰ھ تک ۲۶ سال اسلامی چاند کی سلخ کی راتیں ہیں۔ اور اسکے بعد زمانہ مسیح موعود ہے۔ جو آفتاب محمدی کیلئے بمنزلہ قمر کے ہے۔ اور جسطرح قمر کیلئے منازل ہیں۔ اسیطرح قمر محمدی کے مدارج ہیں۔ جنکا ظہور بتدریج ہوا۔ اور آخری منزل اسکی بدرالکمال کی شان سے ہے۔ جسکے متعلق فرمایا۔

من فرق بینی و بین المصطفٰے ما عرفنی و ما رایٰ۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

راقم خاکسار ن۔م احمدی عفی اللہ عنہ شملہ

مکالمۂ شیعہ و احمدی

شیعہ۔ کیا ثبوت ہے اس امر کا کہ سوائے جناب فاطمہؓ کے تین اور لڑکیاں بھی آنحضرت صلعم کی بیٹیاں تھیں؟ اور وہ بھی حضرت خدیجہؓ کے بطن پاک میں سے؟

احمدی۔ خداوند کریم جہاں عورتوں کو اپنی چادروں سے گھونگٹ نکالنے کا حکم دیتا ہے۔ وہاں صریحاً فرماتا ہے۔ کہ اے نبی کہو اپنی بیویوں اور اپنی لڑکیوں اور مومنوں کی عورتوں کو یاایھا النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المومنین۔ سورۃ احزاب رکوع

نکتہ ہدا۔ حضرت لوط علیہ السلام کی نسبت حکایتاً قرآن مجید میں آیا ہے۔ کہ انہوں نے اپنی قوم کے شریروں سے خطاب کر کے فرمایا۔ ھؤلاء بناتی ھن اطھر لکم چونکہ بظاہر اس آیت میں ایک نبی اللہ کی غیرت اور حمیت سے بعید معلوم ہوتا ہے کہ اشرار فجار سے عاجز آکر فرماوے کہ یہ لو میری بیٹیاں۔ تمہارے لئے یہ پاکیزہ تر ہیں اسواسطے شیعوں نے ان لڑکیوں سے اس قوم کی عورتیں مراد لی ہے۔ اور یہ تاویل کی ہے کہ چونکہ نبی اپنی قوم کا باپ ہوتا ہے۔ اسواسطے قوم کی عورتیں اسکی لڑکیاں ہوتی ہیں۔ لیکن یہ آیت جسمیں آنحضرت صلعم کی بنات کا ذکر ہے اس سے پہلے آپؐ کی ازواج مطہرات کا ذکر ہے۔ اور اس کے بعد مومنین کی عورتوں کا بھی

پردہ کے حکم کے لیئے آیت مذکورہ جیسے مفصل اور جامع ہے۔ ویسے ہی اسکی ترتیب بھی ایسی عجیب ہے۔ جسمیں حضرت لوطؑ کی لڑکیوں والی تاویل کی ہرگز گنجائش نہیں ہوسکتی نکتہ نمبر ۲۔ وضو کی آیت میں شیعہ صاحبان فرمایا کرتے ہیں۔ کہ اہلسنت پاؤں کو دہویا کرتے ہیں۔ اور مسح نہیں کرتے۔ حالانکہ قرآن مجید میں صریحاً مسح سر کے بعد مسح پا کا حکم وارد ہے۔ لیکن آیت مذکورہ میں جہاں بصراحت تمام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لڑکیوں کا ذکر بصیغہ جمع وارد ہے۔ اس سے انکار کرکے صرف ایک لڑکی کے ہونے کے قائل ہیں۔ اور اسپر سخت اصرار کرتے ہیں۔ کیا انکا یہ انکار کرنا نص صریح سے انکار نہیں ہے؟ ضرور ہے۔ فروع کافی میں ایک چھوڑ دو حدیثوں میں مذکور ہے۔ کہ رسول کریم صلعم لڑکیوں کے باپ تھے۔ اور دونوں حدیثوں کے راوی امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں +

ا۔ حماد بن عثمان عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال کان رسول اللہ صلے اللہ وآلہ ابا بنات

ب۔ جارود بن المنذر قال قال لی ابو عبداللہ علیہ السلام۔۔۔۔ وقد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ابا بنات۔

فروع کافی جلد ۲۔ کتاب العقیقہ ص ۲۵۶۔

ایک اور حدیث امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے جسمیں حق مہر کی مقدار کا ذکر ہے۔ حماد بن عیسیٰ عن ابی عبداللہ قال سمعتہ یقول قال ابی مازوج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سائر بناتہ ولا تزوج شیئاً من نسائہ علے اکثر من اثنتی عشر اوقیۃ ونش والاوقیۃ اربعون درھماً والنش عشرون درھماً۔ فروع کافی جلد ۲۔ باب السنۃ فی المھور ص ۱۵۶۔

یعنی حماد بن عیسیٰ کہتے ہیں۔ کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا فرماتے تھے کہ میں نے اپنے والد بزرگوار (امام محمد باقرؑ) سے سنا کہ فرماتے تھے۔ رسول صلعم نے اپنی ساری لڑکیوں اور بیویوں کا حق مہر بارہ اوقیہ اور ایک نش سے زیادہ

نہیں باندھا۔ اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ اور نش بیس درہموں کا۔

یہاں تک تو ثبوت ہے رسول کریم صلعم کی ایک سے زیادہ بیٹیاں ہونیکا۔ اور وہ بھی قرآن و حدیث سے اب اس کے بعد ان کی تفصیل اور ان کے اسماء مبارک کا ثبوت میرے ذمہ ہے۔ سو واضح ہو کہ شیعوں کی سب سے زیادہ معتبر کتاب اصول کافی میں ایک خاص باب مولد النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ اس میں صاف طور پر لکھا ہے۔ وتزوج خدیجۃ وھو ابن بضع وعشرین سنۃ فولد له منها قبل مبعثہ القسم ورقیۃ وزینب وام کلثوم وولد له بعد المبعث الطیب والطاھر والفاطمۃ علیها السلام۔ اصول کافی باب مولد النبی م صہ ۲۷۸۔ یعنی آپ نے خدیجہ رضہ سے شادی کی جبکہ سن مبارک بیس سے اوپر چند برس کا تھا۔ اور اس سے قبل نبوت آپکی اولاد قاسم۔ رقیہ۔ زینب وام کلثوم ہوئی۔ اور بعد نبوت کے طیب و طاہر و حضرت فاطمۃ الزہرہ علیہا السلام پیدا ہوئے +

ایک اور روایت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے۔ کہ حضرت فاطمہ رضہ نے مرتے وقت جناب علی علیہ السلام سے وصیت فرمائی تھی۔ کہ میرے بعد میری بہن کی لڑکی سے شادی کرلیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

زرارہ عن ابی جعفر علیہ السلام قال اوصت فاطمۃ الی علی علیہما السلام ان تزوج ابنۃ اختها من بعدها ففعل۔ فروع کافی جلد ۲ باب النوادر صہ ۲۴۳

اس روایت کی تصریح کیلئے ایک اور نہایت معتبر کتاب کیطرف رجوع کرتا ہوں۔

وامامۃ بنت ابی العاص بن الربیع امها زینب بنت رسول اللہ تزوجها علی بن ابی طالب بعد وفات فاطمۃ۔ مجمع البحرین زیر لفظ ام مطبوعہ ایران صہ ۵۰۵۔ یعنی امامہ جو ابی العاص بن ربیع کی لڑکی ہے۔ اور اسکی ماں زینب بنت رسول صلعم ہے۔ اس سے جناب علی علیہ السلام نے حضرت سیدہ رضہ کی وفات کے بعد شادی کی تھی۔

ایک منصف مزاج شیعہ کے واسطے میں نہیں خیال کر سکتا۔ کہ قرآن مروج اور احادیث کافی سے بڑھکر کونسا ثبوت کافی اور قابل تسلیم ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر وہ اصرار کریں۔ کہ ہمارے اُس قرآن سے ثابت کر دو۔ جو امام غائب کے پاس ہے۔ یا مصحف فاطمہؑ یا کتاب علیؑ سے ثابت کرکے دکھاؤ۔ تو اس کے لئے ہم معذور ہیں۔ ہاں جب امام غائب اس قرآن کو شائع کر دیں گے۔ اور مصحف فاطمہؑ وکتاب علیؑ کی بھی اشاعت عام ہو جائیگی۔ تو پھر انشاء اللہ انہیں سے بھی ہم دکھا دیں گے۔ اُس سے پہلے تو اسی قرآن اور انہی کتابوں پر اُن کا عمل ہے یا عمل کرنیکا ادعا ہے۔ اور ان میں سے جسقدر مجمل یا مفصل طور پر ہم ثابت کر چکے ہیں۔ سردست انشاء اللہ کافی ہے +

شیعہ۔ عمرؓ نے جس ام کلثوم سے نکاح کیا۔ کیا وہ حضرت سیدہ کے بطن سے جناب علی علیہ السلام کی بیٹی تھیں؟ کافی اور بخاری سے اسکا ثبوت پیش کرو +

احمدی۔ اس سوال کا جواب پہلے بھی ایک دو دفعہ کتب معتبرہ فریقین سے دیا گیا ہے۔ لیکن آپ کی تسلی کے واسطے کافی اور بخاری سے بھی اس کا ثبوت عرض کرتا ہوں۔ آگے ماننا یا نہ ماننا آپ کا اختیار ہے۔

ا۔ فروع کافی میں ایک مستقل باب تزویج ام کلثوم کا ہے۔ جسکو میں یہاں پر اصل عبارت میں عرض کر دیتا ہوں۔

باب فی تزویج ام کلثوم ۔ علی بن ابراهیم عن ابیه عن ابن ابی عمیر عن هشام بن سالم وحماد عن زرارة عن ابی عبد الله علیه السلام فی تزویج ام کلثوم فقال ان ذٰلك فرج غصبناه۔

۲ محمد بن ابی عمیر عن هشام بن سالم عن ابی عبد الله علیه السلام قال لما خطب الیه قال له امیر المؤمنین انها صبیة قال فلقی العباس فقال له مالی ابی باس فقال وما ذاك قال خطبت الی ابن اخیك فردنی اما والله لاعورن زمزم ولا ادع لکم مکرمة الا هدمتها ولاقیمن علیه

شاھدین بانہ سرق ولاقطعن یمینہ فاتاہ العباس فاخبرہ وسالہ ان یجعل الامر الیہ فجعلہ الیہ - فروع کافی جلد ۲ - صہ ۱۴۱ -

یعنی زرارہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے ام کلثوم کے نکاح کے بارہ میں دریافت کیا۔ تو امام نے فرمایا کہ ہاں یہ لڑکی ہم سے چھینی گئی۔

ہشام بن سالم نے امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کی ہے ۔کہ جب اُس (عمرؓ) نے اس (علی علیہ السلام) سے نکاح (ام کلثوم) کی درخواست کی تو امیرالمومنین نے کہا۔ کہ وہ (ابھی) لڑکی ہے۔ تو امام نے فرمایا کہ وہ (عمرؓ) عباسؓ سے ملے۔ اور کہا کہ مجھ میں کونسی بُرائی ہے۔ انھوں (عباسؓ) نے کہا کہ کیا بات ہے۔ اُس (عمرؓ) نے کہا۔ کہ مَیں نے آپ کے برادر زادہ سے نکاح (ام کلثوم) کی خواہش کی اور انہوں نے انکار کر دیا۔ مگر خدا کی قسم ہے کہ مَیں زمزم کے حقوق کو واپس لیلونگا۔ اور کوئی قابل تکریم امر نہ چھوڑونگا۔ مگر اسکو برباد کر دونگا۔ اور دو گواہ کھڑے کر دونگا۔ کہ اس نے چوری کی ہے۔ اور اسکا ہاتھ کاٹ دونگا پس عباس اس (علی علیہ السلام) کے پاس آئے اور انکو سب حال سے آگاہ کیا۔ اور ان سے کہا۔ کہ یہ کام میرے ذمہ کر دو۔ پس انہوں (علی علیہ السلام) نے اس کام کا انجام انکے حوالہ کر دیا۔

اسی کتاب میں ایک اور باب ہے۔ جس میں اس مسئلہ کا ذکر ہے۔ کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے وہ عدت کہاں پوری کرے۔ آیا اپنے خاوند کے گھر میں ہی یا جہاں چاہے۔

حمید بن زیاد عن ابن سماعۃ عن محمد بن زیاد عن عبداللہ بن سنان و معاویۃ بن عمار عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال سألتہ عن المرأۃ المتوفی عنھا زوجھا تعتد فی بیتھا او حیث شاءت قال بل حیث شاءت ان علیا صلوات اللہ علیہ لما توفی عمر اتی ام کلثوم فانطلق الی بیتہ ۔

محمد بن یحییٰ وغیرہ عن احمد بن محمد بن عیسیٰ عن الحسین بن سعید عن النضر بن سوید عن ھشام بن سالم عن سلیمان بن خالد قال سألت ابا عبداللہ علیہ السلام عن امرأۃ توفی عنھا زوجھا این تعتد فی بیت زوجھا او حیث شاءت قال بل حیث شاءت ثم قال ان علیا صلوات اللہ علیہ لما مات عمر اتی ام کلثوم فاخذ بیدھا

فانطلق بھا الی بیتہ۔ فروع کافی جلد ۲ باب المتوفی عنھا زوجھا المدخول بھا این تعتد و ما یجب علیھا صفحہ ۳۱۱/۳۱۲

معاویہ بن عمار نے کہا۔ کہ میں نے امام جعفر علیہ السلام سے اس عورت کی بابت دریافت کیا۔ جس کا خاوند فوت ہو جائے۔ کہ آیا وہ اپنے گھر میں عدت پوری کرے۔ یا جہاں پر چاہے۔ تو فرمایا۔ بلکہ جہاں چاہے۔ کیونکہ علی علیہ السلام جبکہ عمرؓ فوت ہو گئے۔ تو ام کلثوم کے پاس گئے۔ اور انکو اپنے گھر لے گئے۔ سلیمان بن خالد نے بھی امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہی سوال کیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ عورت اپنے خاوند کے گھر میں عدت پوری کرے۔ یا جہاں چاہے۔ پھر کہا کہ جناب علی علیہ السلام جب عمرؓ فوت ہو گئے۔ تو ام کلثوم کے پاس آئے۔ پھر انکا ہاتھ پکڑا۔ اور اپنے گھر لے گئے +

بخاری میں ثعلبہ بن ابی مالک سے مروی ہے۔ کہ حضرت عمرؓ ریشمی چادریں مدینہ کی عورتوں میں تقسیم فرما رہے تھے۔ بعد تقسیم کے ایک چادر رہ گئی۔ جو لوگ موجود تھے۔ انمیں سے کسی نے کہا۔ کہ یا امیر المومنین اعط ھذا ابنۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم التی عندک یریدون ام کلثوم بنت علی فقال عمر ام سلیط احق (ملخصاً بقدر الحاجۃ) بخاری کتاب الجہاد۔ باب حمل النساء القرب الی الناس فی الغزو مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۹۳۔ اے امیر المومنین یہ رسول صلعم کی بیٹی کو دیدیں جو آپ کے پاس ہے۔ اس سے انکی مراد ام کلثوم بنت علی علیہ السلام تھیں۔ لیکن عمر نے کہا۔ کہ ان سے بڑھکر ام سلیط کا حق ہے +

شیعہ۔ آنحضرت صلعم کے جنازہ میں اصحاب ثلاثہ شریک ہوئے ہیں یا نہ؟ اسکا ثبوت بھی کافی سے دیا جائے۔

احمدی۔ عن جابر عن ابی جعفر علیہ السلام قال لما قبض النبی صلے اللّٰہ علیہ و آلہ صلت علیہ الملائکۃ والمھاجرون والانصار فوجاً فوجاً۔ اصول کافی باب مولد النبی صلعم ص۲۸۶ یعنی امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب نبی کریم صلے اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم فوت ہو گئے۔ تو آپؐ پر نماز جنازہ پڑھی ملائکہ اور مہاجرین و انصار نے گروہ گروہ ہو کر۔

ایک دوسری روایت اسی باب میں ابی مریم الانصاری سے امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے۔ کہ میں نے امام سے پوچھا۔ رسول صلعم کا جنازہ کس طرح پڑھا گیا۔ تو فرمایا

کہ جب جناب علی علیہ السلام غسل و کفن سے فارغ ہو گئے تو آپ کو تختہ پر رکھا۔ پھر دس دس نفر داخل ہوتے تھے۔ اور حلقہ باندھتے تھے۔ اور جناب علی علیہ السلام اُن کے درمیان میں سے تھے اس آیت کو پڑھتے تھے۔ اِنّ اللّٰہ و ملٰئکتہ یصلّون علی النبی یا ایھا الذین اٰمنوا صلّوا علیہ و سلّموا تسلیما۔ تو دوسرے لوگ بھی اسی طرح کہتے جاتے تھے۔ حتیٰ صلّی علیہ اھل المدینۃ و اھل العوالی۔ صفحہ ۲۸۵۔ یعنی یہانتک کہ مدینہ والوں اور مدینہ کے آس پاس والوں نے آپ پر نماز پڑھی۔

ہر دو روایات مذکورہ بالا سے ثابت ہو سکتا ہے۔ کہ جناب علی علیہ السلام کیساتھ ایک ہی وقت میں تمام مہاجرین و انصار اور مدینہ اور اطراف مدینہ کے باشندگان نے آنحضرت صلعم کا جنازہ پڑھا تھا۔ باوجود اس کے خدا جانے شیعوں کو کونسا فرشتہ یا جن بتلا گیا ہے۔ کہ دنیا جہان کے لوگوں نے تو جنازہ پڑھ لیا تھا۔ لیکن نہیں پڑھا تو اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم نے۔ اپنے ائمہ کرام کی نسبت انکا اعتقاد ہے۔ کہ وہ گذشتہ اور آئندہ کے حالات سے واقف ہوتے ہیں۔ اور خوش قسمتی سے میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی زبان مبارک کی فرمائی ہوئی ایک چھوڑ دو حدیثیں اصول کافی سے نکال کر دکھلا دی ہیں۔ اور پھر لطف یہ ہے کہ اس تمام باب میں جہاں جہاں نماز جنازہ کے متعلق روایات ہیں کہیں مذکور نہیں کہ اصحاب ثلاثہ شرکت دفن اور نماز سے محروم رہے تھے۔ پھر خدا جانے اس بدگمانی کا شیعوں کے پاس کیا ثبوت ہے۔ جس پر وہ آئے دن ہمارے منہ آتے رہتے ہیں۔ اور ایسے بے بنیاد اعتراض کرنے سے ذرا نہیں شرماتے۔

شیعہ۔ اصحاب ثلاثہ تو سقیفہ بنی ساعدہ میں تھے۔ اور رسول صلعم کے پاس سوائے اہلبیت کرام کے کوئی تھا نہیں۔ پھر ثلاثہ دفن میں کب شریک ہوئے۔ اور ساتھ ہی انھوں نے نماز جنازہ کہاں سے پڑھ لی۔

احمدی۔ اگر سقیفہ میں شامل ہونا ہی عدم شمول دفن و نماز جنازہ کی دلیل ہے۔ تو پھر بڑی مشکل کا سامنا ہوگا۔ کیونکہ

۱۔ انصار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہوتے ہی سعد بن عبادہ کی بیعت شروع کر دی تھی۔ اور اسپر خوشیاں منائیں۔ ان الناس عادوا بعد ما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ و اٰلہ اھل جاھلیۃ۔ ان الانصار اعتزلت فلم

تعتزل بخیر جعلوا یبایعون سعدًا وھم یرتجزون) از نجاز الجاھلیة۔ (روضہ کافی کتاب الروضة ص ۱۳۹) ۔ محمد بن مسلم عن ابی جعفر فی قوله عزوجل ظھر الفساد فی البرّ والبحر بما کسبت ایدی الناس قال ذاک واللّٰه حین قالت الانصار منا امیر ومنکم امیر۔ فروع کافی کتاب الروضہ ص ۲۹ یعنی انصار کا مہاجرین سے یہ کہنا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو۔ اور ایک تم میں سے۔ آیہ ظھر الفساد فی البرّ والبحر کا مصداق ہے۔ سب باخبر لوگ جانتے ہیں کہ انصار نے یہ جملہ مہاجرین سے سقیفہ ہی میں کہا تھا۔

۲- مہاجرین بھی سقیفہ میں تھے۔ جیسے کہ روائت بالا سے ظاہر ہے۔

۳- بنی ہاشم کے بعض ممتاز ممبر بھی سقیفہ میں موجود تھے۔ یعنی عباس اور ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

ا- ابی الحسن علیہ السلام سے محمد بن الفضیل نے روائت کیا ہے قال جاء العباس الی امیرالمومنین علیه السلام فقال انطلق نبایع لک الناس فقال امیرالمومنین اترا ھم فاعلین قال نعم قال فاین قوله الٓمٓ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون۔ تفسیر قمی شروع سورہ عنکبوت مطبوعہ ایران ص ۳۹۲ - یعنی حضرت عباس جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے پاس آئے۔ اور کہا کہ چلئے لوگوں سے آپ کی بیعت کراتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کیا آپ کے خیال میں وہ سچ مچ بیعت کریں گے۔ عباس نے کہا ہاں۔ تو جناب علی علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر خدا نے جو فرمایا ہے الٓمٓ احسب الناس الخ وہ کہاں جائیگا۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک روائت مروی ہے جسمیں آیا ہے۔ کہ ابن عباس سے جناب علی علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ تم اسکی شہادت دے سکتے ہو کہ رسول صلعم نے ابوبکر رض کو خلیفہ بنایا تھا۔ تو انھوں نے عرض کیا۔ کہ میں نے آنحضرت صلعم سے سوائے آپ کے کسی کے حق میں وصیت نہیں سنی ہے۔ اس پر جناب علیؑ نے فرمایا کہ پھر تم نے کیوں بیعت کرلی قال اجتمع الناس علی ابی بکر فکنت منھم فقال امیرالمومنین کما اجتمع اھل العجل علی العجل ھاھنا فتنتم ومثلکم کمثل الذی استوقد نارا الی آخرہ تفسیر قمی شروع سورہ محمد ص ۳۳۶

یعنی اُنھوں نے کہا کہ لوگ ابو بکر رضؓ پر متفق الرائے ہو گئے۔ پس میں بھی ان میں سے ہو گیا۔ اس پر جناب علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جس طرح سامری کے بچھڑے والے اس پر متفق ہو گئے۔ اور یہاں تم فتنہ میں ڈالے گئے۔ اور تمہاری مثال اُس شخص کی طرح ہے۔ جس نے آگ کو روشن کیا۔ تا آخر

ان سب روایات سے ثابت ہو سکتا ہے۔ کہ انصار و مہاجرین و عباس و ابن عباس رضی اللہ عنہم سقیفہ میں موجود تھے۔ اور اصحاب ثلاثہ بھی ظاہر ہے۔ کہ وہاں موجود تھے۔ اگر سقیفہ والوں کا دفن و جنازہ میں شامل ہونا بقول شیعہ ثابت نہیں تو پھر ہمارا سوال ہے۔ کہ آپکے اماموں نے کیوں اس امر کی شہادت دی ہے۔ کہ ملائکہ و مہاجرین و انصار اور اہل مدینہ اور نواح مدینہ والوں نے جو استثناء آنحضرت صلعم کا جنازہ پڑھا۔ کیا آپکا علم اپنے اماموں سے زیادہ قابل اعتبار ہے ہم تو آپ کے اماموں کی شہادت کو آپکی شہادت سے بدرجہا معتبر تر مانتے ہیں۔ اگر آپ اپنے کو سچا جانتے ہیں۔ اور اپنے اماموں کو جھوٹا تو آپ کو اختیار ہے۔

شیعہ۔ مانا کہ مہاجرین و انصار جنازہ میں شامل ہو گئے تھے۔ لیکن دفن میں اُن کے شامل ہونیکا عموماً اور اصحاب ثلثہ کا خصوصاً تحقیق طلب رہجاتا ہے۔ اس کا ثبوت بھی کافی وغیرہ معتبر کتابوں سے نکال کر دکھلاؤ تو بات ہے۔

احمدی۔ انشاء اللہ اس شبہ کا ازالہ بھی آپ کی معتبر کتب سے عرض کر دیتا ہوں۔ حلبی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ عباسؓ جناب علی علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا کہ اے علی لوگوں نے اتفاق کیا ہے۔ اس بات پر کہ رسول صلعم کو بقیع میں دفن کریں۔ اور یہ کہ ان ہی میں کا ایک آدمی اُن کا امام بنے۔ پس امیر المؤمنین علیہ السلام لوگوں کی طرف نکل آئے۔ اور فرمایا کہ اے لوگو رسول صلعم ہی امام ہیں زندگی میں۔ اور مر کر بھی۔ اور فرمایا کہ میں ان کو اسی جگہ دفن کرتا ہوں جس جگہ کہ وہ فوت ہوئے ہیں۔ ثم قام علی الباب فصلی علیہ ثم امر الناس عشرۃ عشرۃ یصلون علیہ ثم یخرجون۔ اصول کافی باب مولد النبی و نعم صفحہ ۲۸۶ یعنی جناب علی پھر دروازہ پر کھڑے ہو گئے۔ اور آنحضرت صلعم پر نماز جنازہ ادا کی۔ پھر لوگوں سے کہا کہ دس دس نفر ہو کر نماز ادا کریں۔ اور پھر نکلتے جائیں

اس روایت میں جس شخص کے امام ہونیکا مجمل ذکر آیا ہے۔ ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے۔ کہ وہ

ابوبکرؓ تھے۔ چنانچہ اصل روایت یہ ہے۔ وایضاً بسند حسن از حضرت صادق روائت کردہ اند کہ
عباس بخدمت حضرت امیرالمومنین آمد و گفت کہ مردم اتفاق کردہ اند کہ حضرت رسول را در بقیع دفن کنند
و ابوبکرؓ پیش بایستد و برآنحضرت نماز کند۔ چوں حضرت امیرالمومنین دانست کہ آں منافقان ارادہ
فساد دارند۔ از خانہ بیرون آمد و فرمود ایہا الناس بدرستیکہ رسول خدا امام و پیشوائے ما است
درحال حیات و بعد از وفات و خود فرمود کہ من دفن میشوم در بقعہ کہ در آنجا قبض روح من میشود
و چوں ایشاں در غصب خلافت مطلب خود را بعمل آوردہ بودند دریں باب با آنحضرت مضائقہ
نکردند و گفتند آنچہ میدانی بکن پس حضرت در پیش در ایستاد و خود براو نماز کرد و بعد ازاں صحابہ را
فرمود کہ دہ دہ نفر داخل مے شدند و ایشاں بر دور جنازہ آنحضرت مے استادند و حضرت امیرالمومنین
درمیان ایشاں مے ایستاد و ایں آیہ را مے خواند ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی
یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ پس ایشاں آیہ را میخواندند و صلوات
برآنجناب مے فرستادند و بیروں مے رفتند تا آنکہ اہل مدینہ و اطراف مدینہ ہمہ برآنجناب صلوات
فرستادند۔ حیات القلوب جلد ۲ باب ۶۴ صفحہ ۶۶۴
مزید شہادت و شیخ طبرسی از حضرت امام محمد باقر روائت کردہ است کہ دہ نفر دہ نفر داخل
مے شدند و چنیں برآنحضرت نماز مے کردند بے امامے در روز دوشنبہ و شب سہ شنبہ تا
صبح و روز سہ شنبہ تا شام تا آنکہ خورد و بزرگ و مرد و زن از اہل مدینہ و اہل اطراف مدینہ بر
آنجناب چنیں نماز کردند حیات القلوب صفحہ ۶۶۴ و کلینی بسند معتبر از امام محمد باقر روایت کردہ
است کہ چوں حضرت رسالت رحلت فرمود نماز کردند براو جمیع ملائکہ و مہاجران و انصار۔
فوج فوج۔ الخ صفحہ ۶۶۴

و در کتاب احتجاج و کتاب سلیم بن قیس ہلالی از سلمان روائت کردہ اند کہ چوں حضرت
امیرالمومنین از غسل و کفن حضرت رسول فارغ شد داخل خانہ کرد مرا و ابوذر و مقداد و
فاطمہ و حسن و حسین نمبراہ خود و پیش ایستاد و ما در عقب آنجناب صف بستیم و برآنجناب نماز کردیم
و عائشہ منافقہ ہم دراں حجرہ بود و مطلع نہ شد بر نماز کردن۔ ما السبب آنکہ جبرائیل چشم اے
او را گرفتہ بود پس دہ دہ نفر مہاجران و انصار را داخل حجرہ میکرد انید و ایشاں برآنجناب

صلوات میفرستادند و بیرون مے رفتند تا آنکہ ہمہ مہاجران و انصار چنیں کردند و نماز بر آنجناب ہماں بود کہ در اول واقعہ شد۔ حیات القلوب ص ۶۶۴

ان سب روایات مندرجہ جوابات اعتراض سابق و حال سے بتکرار ثابت ہوگیا کہ تمام مہاجرین و انصار اور چھوٹے بڑے مرد عورتیں اہالیان مدینہ منورہ و اطراف نے آنحضرت صلعم پر جنازہ پڑھا۔ اور ابو بکر رضؓ نے بھی علی الخصوص ٹھیک اسی وقت جبکہ جناب علی علیہ السلام نے پڑھا۔ اور اسی طرح دفن کے وقت بھی یہ سب لوگ موجود تھے۔ اور جنازہ اس طرح پڑھا گیا کہ دس دس نفر باری باری سے پڑھتے تھے۔ اور اسی واسطے ایک وقت میں نہیں پڑھا جا سکا اور اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ حجرہ عائشہ صدیقہ رضؓ میں ہی آنحضرت صلعم فوت ہوئے تھے۔ اور وہیں آپ نے دفن ہونا تھا۔ اور اس میں زیادہ آدمیوں کے پڑھنے کی گنجائش ہی نہ تھی۔ اور ساتھ ہی یہ بھی ظاہر ہوا کہ جنازہ دفن سے پہلے نہیں پڑھا گیا۔ بلکہ بعد دفن پڑھا گیا۔ اور آپ کی وفات دوشنبہ کو ہوئی تھی۔ دوشنبہ اور سہ شنبہ کی شام تک جنازہ ہوتا رہا۔ جس سے سب لوگوں کو شرف شمول کا موقعہ نصیب ہوگیا۔ آخری روایت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ جناب علی علیہ السلام اور ان کی جماعت نے بوجہ موجودگی عائشہ صدیقہ رضؓ کے پورے اطمینان سے جنازہ نہیں پڑھا اور پڑھا بھی تو جبرئیل کے پروں کی آڑ میں برخلاف ابوبکر صدیق رضؓ کے کہ انھوں نے بوجہ اپنی بیٹی کے حجرہ ہونے کے بلا خوف و خطر بکمال اطمینان پڑھا۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ جب ابوبکر سقیفہ میں تھے عباس اور ابن عباس بھی دوسروں کے ساتھ وہاں موجود تھے۔ اور ابوبکر کی بیعت کرنے والوں میں شامل تھے۔ پس جو الزام بوجہ شمول سقیفہ جنازہ میں غیر حاضر ہونے کا ابو بکر وغیرہ پر ہے۔ اُن پر بھی ہے۔

قبل ازیں جنازہ رسول صلعم پر ثلاثہ کے حاضر نہ ہونے کا جواب کئی دفعہ میری طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ لیکن اس دفعہ خدا کے فضل سے کسی قدر تفصیل سے دیا گیا ہے۔ جو صاحب پورے غور سے اسکو مطالعہ کرنے کی تکلیف گوارا کریں گے۔ اُمید ہے کہ انکی تسلی ہو جائیگی۔ مزید آئندہ انشاء اللہ اس سے بھی زیادہ وضاحت سے لکھا جائیگا۔ یار زندہ صحبت باقی۔

خادم حسین (بھیروی)